محمد عمر فاروق

تحریکِ تحفظ ختم نبوت اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری

سامراجیوں نے برصغیر پر اپنے استبداد کی عمر طویل تر کرنے کے لیے سینکڑوں افراد اور دسیوں جماعتیں تیار کیں۔ اور مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کے لیے ان کا دائرہ کار بین الاقوامی سطح تک پھیلا دیا۔ تاکہ امپیریلزم کے مکروہ سائے حقیقتوں کے سندر چہرے کو تاریکیوں سے کجلا کر رکھ دیں اور سامراجیت، اقوام عالم بالخصوص ملت اسلامیہ کے گلے پر اپنے آہنی ناخن گاڑ سکے۔ برصغیر کی سرزمین پر قادیانیت کا خمیر برطانوی سامراج کے اشارے پر اٹھایا گیا۔ قدم قدم پر اس کی سرپرستی اور تحفظ و حمایت کے لیے انگریز سرکار نے پشتیبانی کی۔ اس طرح قادیانیت کے ذریعے مسلمانوں کو فریضۂ جہاد سے دور رکھنے کی سازش کی گئی۔ برطانوی شاطروں نے قادیانیت کو سیاسی مقاصد کے لئے معرض وجود میں لایا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے اسلام کے متوازی ایک نئے مذہب کی حیثیت اختیار کر لی۔

قادیانی ایجنٹوں نے ملت اسلامیہ کو تباہ کرنے کے لیے کئی پینترے بدلے۔ آنجہانی مرزا قادیانی نے مجدد اور کبھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر کار صیہونی عزائم کی تکمیل کے لیے نبوت کا ڈھونگ رچا کر تا قیامت ذلت و رسوائی کی انمٹ سیاہی اپنے چہرے پر مل لی اور اپنے سینکڑوں پیروکاروں کی اور اپنی دنیا و آخرت جہنم زار بنا ڈالی۔ قادیانیت کے آغاز میں مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کے لیے سب سے پہلا تکفیری فتویٰ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا جان مولانا محمد احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے دیا۔ جس سے اسلام اور قادیانیت میں حد فاصل قائم ہوئی۔ بعد ازاں مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ وغیرہ نے قادیانیوں سے مناظرے کیے اور تحریر و تقریر کے ذریعے قادیانیوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔

۱۹۳۱ء وہ فیصلہ کن سال ہے۔ جب قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کے لیے کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی کے دعوے کا کھیل کھیلنا چاہا اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے نام کو استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد کے لیے ناٹک رچایا۔ علامہ اقبال محض مظلوم کشمیری مسلمانوں کی داد رسی کے لیے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شامل تھے۔ لیکن کشمیر کمیٹی مرزا بشیر الدین کی قیادت میں قادیانیت کا فروغ چاہتی تھی۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے اس قادیانی سازش کا بروقت ادارک کر لیا اور انہوں نے علامہ محمد اقبال کو بھی قادیانی ارادوں کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے ڈوگرہ راج کے خلاف پہلی عوامی تحریک کا آغاز کر دیا۔ تحریک کشمیر میں پچاس

ہزار احرار رضا کار گرفتار ہوئے۔ تحریک نے مسلمانانِ کشمیر میں جرأت و بیداری پیدا کی۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کے عزائم سے آگاہ ہونے پر کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر ان کے قلم سے قادیانیت کے خلاف نظم و نثر کے وہ شہ پارے نکلے جو آج بھی قادیانیوں کے سروں پر گرز البرز شکن بن کر برستے ہیں۔ علامہ اقبال نے لکھا کہ "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں" اور آنے والے دنوں نے ان کی دور اندیشی و بصیرت کی گواہی دی۔

مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے دوران قادیانیت کا تعاقب کر کے امتِ مسلمہ پر واضح کر دیا کہ قادیانیت اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں۔ نیز احرار رہنماؤں نے عوام پر یہ حقیقت بھی آشکارا کر دی کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی پیدا کردہ سیاسی تحریک ہے جو مذھب کے پردے میں یہود و نصاریٰ کی ذیلی تنظیم کی حیثیت سے امت مسلمہ کے وجود کو لخت لخت کرنا چاہتی ہے۔ پھر ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار اسلام نے باقاعدہ شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت قائم کر کے قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کر کے قادیانیت کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کانفرنس نے ایک ایسی مضبوط تحریک پیدا کر دی کہ آنے والے برسوں میں ہر موڑ پر قادیانیوں کو منہ کی کھانا پڑی۔

۱۹۵۲ء میں قادیانیوں نے کشمیر کی طرح بلوچستان کو بھی اپنے زیر تسلط لانے کی کوشش کی۔ جس پر ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ دس ہزار فرزندان اسلام نے اس تحریک کے دوران عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ تحریک کو کچل دیا گیا۔ اور مجلس احرار کو خلاف قانون جماعت قرار دے کر دس برس کے لیے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ تحریک ختم نبوت کا تیسرا فیصلہ کن دور ۱۹۷۴ء میں آغاز پذیر ہوا۔ خونِ شہیداں رنگ لایا اور ۹۰ برس کے دیرینہ مسئلے کا حل قومی اسمبلی کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے بیرونی قوتوں کے شدید دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے مطالبے کو تسلیم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیک نامی کمائی۔ جبکہ تحریکِ ختم نبوت کے دنوں میں جب تہجد گزار اور حافظ قرآن وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا تو خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا تھا کہ ایسا کرنے سے برطانیہ ہماری گندم بند کر دے گا۔ ان کے برعکس ذوالفقار علی بھٹو نے کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ جس پر انہیں دنیا بھر سے مسلمانوں نے تہنیت کے پیغام بھیجے۔ جب بھٹو مرحوم زندگی کے آخری دن جیل میں گزار رہے تھے تو قادیانیوں نے بھٹو مرحوم کی معزولی اور ان پر آنے والے مصائب و تکالیف کو اس بات کا نتیجہ قرار دیا کہ انہوں نے چونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا تھا۔ اس لیے ان پر پریشانیوں کے نزول کا باعث ان

کا وہ فیصلہ تھا۔ اور قادیانیوں نے اپنے گرو گھنٹالوں کی پیشگوئیوں کا مصداق بھٹو مرحوم کو قرار دیا۔

کرنل رفیع الدین نے اپنی کتاب "بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن" میں لکھا ہے کہ

"احمدی مسئلہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کچھ نہ کچھ کہا"۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ "رفیع یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کی بد دعاء کا نتیجہ ہیں۔ کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھائی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ کہنے لگے۔ میں تو بڑا گناہگار ہوں اور کیا معلوم کہ یہ میرا عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔ بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا احساس نہ تھا۔ لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے"۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے ہوئے پچیس برس پورے ہو گئے ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹر نیشنل تحفظ ختم نبوت نے ۷، ستمبر کو "یوم تحفظ ختم نبوت" کو سلور جوبلی کے طور پر منایا۔ اور ملک بھر میں اجتماعات، مذاکرے اور سیمینار منعقد کیے گئے۔ اس سلسلے میں ایک بڑا اجتماع دفتر مرکزیہ مجلس احرار اسلام لاہور کے وسیع احاطے میں منعقد ہوا۔ جس سے سید عطاء المحسن بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، مولانا زاہد الراشدی، سید عطاء المہیمن بخاری، نذیر احمد غازی سابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، سید کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ شفیق الرحمٰن، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور مولانا سیف الدین جیسے مختلف مکاتب فکر کے نمائندوں نے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اہمیت کی ضرورت پر زور دیا۔ اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا۔

موجودہ عہد میں جس برق رفتاری کے ساتھ تمام شعبہ ہائے حیات میں تبدیلیاں آرہی ہیں تو تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والی جماعتوں کو بھی جدید وسائل کے ساتھ اسی رفتار سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وسائل پر انحصار قادیانیوں کا شیوہ ہے۔ اور انہیں اپنے آقاؤں نے کبھی دولت کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ جبکہ دینی جماعتیں مسلمانوں کے چندوں کے سہاروں پر چلتی ہیں۔ سچی لگن اور اخلاص شریک کار ہوں تو وسائل کی کمیابی رکاوٹ نہیں رہتی۔ اور دیو قامت ہاتھی ابابیلوں کے ذریعے چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے ہلاک کرا دیئے جاتے ہیں۔